مواعظِ اختر

نمبر ۲۷

سکونِ قلب کا واحد طریقہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

hazratmeersahib.com

سکونِ قلب کا واحد طریقہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: سکونِ قلب کا واحد طریقہ

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطبِ زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: جمعہ، ۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۸۸ء

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: دنیا کی زندگی ایک عارضی زندگی ہے

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

سکونِ قلب کا واحد طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّہٖ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ

(صحیح البخاری، کتابُ الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، ج:۱، ص:۹۱)

سامعین محترم! دنیا کی زندگی ایک عارضی حیات ہے، ایک خواب ہے، آنکھ بند ہوتے ہی انسان ایک افسانہ ہوجاتا ہے، تختیاں بدل جاتی ہیں، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر ان کے نام کی تختی تھی، اب ان کے بچوں کے نام کی آگئی۔ وہ شخص بہت ہی عقلمند ہے، جو اپنی زندگی کی ہر سانس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی میں گذارتا ہے اور وہ شخص نہایت ہی خسارہ میں ہے جو اپنی زندگی کو عارضی عیش میں مبتلا کرے، وہ اپنے وطن کو ویران کررہا ہے۔ دنیا میں دو چیزیں نقد ملتی ہیں، نیکیوں سے سکونِ قلب اور گناہوں سے بے چینی اور پریشانی، قلب پر فوراً اس کا ثمرہ مرتب ہوتا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کررہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے میں اپنی زندگی کی تمام محنتیں صرف کررہا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی دیکھتا ہے کہ بندہ اس کو راضی کرنے کے لئے کیا کیا

تکلیفیں، مصیبتیں اٹھا رہا ہے، اللہ تعالیٰ تو کریم ہیں، کریم کی تعریف ہے کہ جو تھوڑی محنت پر زیادہ جزا دے۔ اس زمانہ میں پچاس مومن کا ثواب آدمی کو اس کی ایک نیکی پر مل جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ اِس زمانہ کے مومن مراد ہیں یا اُس زمانہ کے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے بعد لوگوں کا ماحول خراب ہوجائے گا، دین پر قائم رہنا مشکل ہوجائے گا، اس مشکل زمانہ میں جو دین پر قائم رہے گا، اس کو تم جیسے پچاس لوگوں کا ثواب ایک نیکی پر ملے گا۔ بتایئے! اب آپ اپنی حرام خوشی کا انتظام کرنا چاہتے ہیں یا حرام خوشی چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ سے انعام لینا چاہتے ہیں؟ بتایئے! کس میں زیادہ فائدہ ہے؟ ایک شخص اپنی خوشیوں کا انتظام اپنی رائے، اپنے ارادہ، اپنے منصوبوں سے کرنا چاہتا ہے اور ایک وہ بندہ ہے جو اپنے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے کہ ہم تو آپ کو خوش رکھیں گے، آپ کی مرضی ہے ہمیں جس طرح چاہیں رکھیں ؎

نہ شود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

دشمنوں کو یہ نصیب نہ ہو کہ آپ کی تلوار سے ان کا سر قلم کیا جائے، ہم دوستوں کا سر سلامت رہے کہ تو ان پر خنجر آزمائے۔ تو اللہ کو راضی کرنے کا، گناہوں سے بچنے کا غم یہ اللہ کے دوستوں کا حصہ ہے، اس غم کی قیمت سورج و چاند بھی ادا نہیں کرسکتے، جو بندہ جس وقت اپنے کو گناہ سے بچاتا ہے، حسینوں سے نظر کی حفاظت کرتا ہے، گناہوں کی پرانی اور بری بری عادتوں کو چھوڑتا ہے تو نفس اس کے دل میں غم ڈالتا ہے کیونکہ نفس اپنا مزہ چاہتا ہے، یہ اتنا بیوقوف ظالم ہے کہ نہ اس کو اپنی عاقبت کی فکر ہے، نہ اس کو جوتوں کا غم ہے، نہ اس کو عذاب کا خوف ہے، یہ تو نہایت ہی نالائق و بے حس دشمن ہے لہٰذا اس بے حس دشمن سے ہوشیار

ہو جاؤ، یہ جانور سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور جس کھیت میں ڈنڈا کھاتا ہے دوبارہ اس کھیت کے قریب بھی نہیں جاتا لیکن یہ گناہوں کے ہزاروں ڈنڈے کھا کر بھی جیسے ہی گناہوں کے اسباب دیکھتا ہے تو اپنے پرانے ڈنڈے سب بھول جاتا ہے۔

دوستو! خوشی کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ آپ اپنی خوشی کا خود انتظام کرلیں اور ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خوشی کا انتظام عالمِ اسباب میں پیدا کردیں۔ بولیے! نفع کس میں ہے؟ ہم کمزور ہیں، ہمارے پاس اسبابِ خوشی ہوتے ہوئے بھی اللہ ہمیں مقامِ غم میں مبتلا کرنے کی طاقت رکھتا ہے، ایئر کنڈیشن میں دل کو غم کی آگ میں جلانا جانتا ہے، ایئر کنڈیشن میں صاحب بہادر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ایئر کنڈیشن میں کھال ٹھنڈی ہے اور دل غم کی آگ سے پریشان ہے۔ جو خود اپنی خوشیوں کا انتظام کرتا ہے اس کی مثال یہ ہے۔ اور ایک وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے پر اپنی محنتوں کو اور اپنے عزائم اور ارادوں اور طاقتوں کو صرف کررہا ہے تو اس کی خوشی کا انتظام اللہ تعالیٰ کرتے ہیں، یہ اگر ایئر کنڈیشن میں نہ ہو اور دھوپ میں چل رہا ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہیں کہ اس کے قلب و باطن کو ایئر کنڈیشن کی ٹھنڈک عطا فرمادیں؎

وہ گرمیِ ہجراں وہ تیری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کا صبر

حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ایک ہی دن میں سات جنازے ہوئے، دیوبند میں طاعون پھیل گیا تھا تو آپ کے گھر میں سات جنازے رکھے ہوئے تھے اور سب قریبی رشتہ دار کے جیسے بیٹا، بہو،

بیٹی وغیرہ۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کا انتقال ہوا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ جا کر حضرت کو کچھ تسلی دوں لیکن تسلی کیا دوں، وہ تو خود ہی صبر کئے بیٹھے ہیں، جو آہ وزاری نہ کررہا ہو اس کو یہ کہنا کہ آہ وزاری نہ کرو تحصیلِ حاصل ہے، جس کے آنسو نہ بہہ رہے ہوں اس کو یہ کہنا کہ آپ نہ روتو یہ تو اس کو پہلے ہی سے حاصل ہے۔ بعض بزرگوں میں شانِ جلال زیادہ ہوتی ہے، مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا رعب بہت تھا اور خلق سے استغناء کی شان تھی۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ حضرت کے قیلولہ کا وقت تھا، حضرت دوپہر کو کھانا کھا کر آرام فرمارہے تھے، ایک بڑے زمیں دار نواب صاحب بے موقع ملنے آرہے تھے اور حضرت نے آنکھ کھول کر دیکھ لیا کہ وہ آرہے ہیں تو دوسری کروٹ پر لیٹ گئے اور آرام فرمانے لگے اور پرواہ نہیں کی کہ یہ نواب صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے قلب کو جو بھی کیفیت دے دے، یہ بندہ کے اختیار میں نہیں ہے۔

تو حضرت تھانوی نے آہستہ آہستہ قدم رکھا اور مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے کی جھریوں میں کان لگایا کہ بڑے میاں دروازہ بند کرکے کیا کررہے ہیں۔ کچھ رورہے ہیں، کچھ آہ وزاری کررہے ہیں جس کے گھر میں سات جنازے ہوں، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

کہاں تک ضبط بے تابی کہاں تک پاس بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ ہم فریاد کرتے ہیں

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو کہاں تک چھپاؤں، اگر لوگ کہیں کہ مُلّا ہوگیا ہے تو کیا ہم مخلوق سے ڈر جائیں؟ نہیں۔ اب تو ہم ڈاڑھی رکھ کے رہیں گے، پاجامہ ٹخنوں سے اونچا رکھ کے نماز پڑھیں گے، حج عمرہ کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، اللہ تعالیٰ کے

بن کے رہیں گے، دیکھیں زمانہ ہمارا کیا کرتا ہے۔ جگر صاحب کا یہ شعر مفتی شفیع صاحب، مفتی اعظم پاکستان پڑھا کرتے تھے ؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

نحوست کا تعلق اعمالِ سیئہ سے ہے

اگر انسان نیک ہوجائیں تو وہ خیر کا زمانہ کہلاتا ہے، انسان شر میں، گناہوں میں مبتلا ہوجائیں تو زمانہ شَر کا ہوجاتا ہے۔ زمانہ ہمارے اعمال سے بنتا ہے، گھر کی نحوست ہمارے اعمال سے تعلق رکھتی ہے، اگر اچھے عمل کیجئے تو گھر مبارک ہوگیا، برے عمل کیجئے گھر منحوس ہوگیا۔ تو زمانہ سے ڈرنا ایمان کی کمزوری کی بات ہے۔ جو آدمی گناہوں کے معاملے میں یہ کہتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے تو یہ اچھی چیز نہیں ہے۔ ویسے تو حیا اچھی چیز ہے، ہمیں بہت سے گناہوں سے بچاتی ہے لیکن اگر نیک کام کرتے ہوئے شرم آئے، تسبیح لینے میں، ڈاڑھی رکھنے میں کہ بیوی کیا کہے گی، معاشرہ کیا کہے گا، دفتر والے، خاندان والے کیا کہیں گے کہ ملاؤں نے اس کے گال پر قبضہ کرلیا تو ایسی شرم بالکل جائز نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو! خانقاہ نہ جانا ورنہ آہستہ آہستہ وہاں گال پر قبضہ ہوجاتا ہے، وہ پیر ڈاڑھی رکھوادے گا، تم ان سے کہو کہ قبر میں تم امداد پہنچاؤ گے؟ ایسے لوگوں سے ایک سوال کرلیا کرو کہ زمین کے نیچے جب میرا جنازہ دفن ہوگا تو تم ہمیں کس قسم کی امداد پہنچاؤ گے؟ اور اگر میں نبی کی شکل بنا کر جاتا ہوں تو شاید ہم پر فضل ہوجائے کہ ہمارے پیاروں کی پیاری شکل بنا کر آیا ہے۔ ایک محدث رحمۃ اللہ علیہ کالی ڈاڑھی کی حالت میں انتقال کر گئے، انہوں نے ایک حدیث پڑھی تھی کہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں سے سوال کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ تو اس نے اپنے بچوں سے کہا کہ میری کالی ڈاڑھی پر آٹا چھڑک دینا۔ جب منکر نکیر

آئے تو انہوں نے پوچھا کہ تم یہ کیا تماشا بنا کر آئے ہو؟ ارے! تم تو جوانی میں آئے ہو، یہ کیا آٹا چھڑ کا ہوا ہے؟ انہوں نے وہی حدیث پڑھ دی تو اللہ کا فضل ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے منکر نکیر سے فرمایا کہ اس کے اختیار میں کالے بالوں کو سفید کرنا نہیں تھا، جتنا اس کے اختیار میں تھا، اتنا کیا، سفید بالوں کی نقل کر کے آیا ہے۔ جاؤ! اس کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو سفید بالوں والے سے کرتے ہو۔ تو اللہ والوں کی شکل بنانے کو معمولی مت سمجھو۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے دردِ عظیم کی مثال

تو میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے لیکن آنکھوں کو اشک بار کر کے پڑھا کرتے تھے۔

کہاں تک ضبط بے تابی کہاں تک پاس بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ ہم فریاد کرتے ہیں

اللہ والا بننے میں سارے عالم کی پروانہ کریں جب اللہ کی محبت دل پر چھائے گی تو آپ کسی کو خیال میں نہیں لائیں گے، کسی کو خاطر میں نہیں لائیں گے، نہ بیوی کو نہ خاندان کو۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بہو نے اپنی ساس سے کہا کہ اماں جی! جب میرے بچہ پیدا ہو تو مجھ کو جگا دینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ سوتے ہی میں نکل پڑے اور دھم سے چارپائی سے نیچے گر جائے۔ ماں کو بچہ کی محبت بہت ہوتی ہے نا۔ تو ساس نے کہا کہ بیٹی! تجھ کو جگانا نہیں پڑے گا، ایسا شدید درد اٹھے گا کہ تو چلّا کر سارے محلہ کو جگا دے گی۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا دردِ عظیم آپ کی روح وقلب میں پیدا ہو جائے گا تو آپ کو جگانا نہیں پڑے گا بلکہ آپ سارے عالم کو جگا کے چھوڑیں گے۔

بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم
بر سرِ منبر سنائیں گے ترا فسانہ ہم

اور ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی منڈی میں اپنے اونٹ پر غلہ لاد رہے تھے، وہیں عیسائیوں کا مجمع جمع ہوگیا تو وہیں بازار میں اللہ کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تقریر شروع کردی، مؤمن کے لئے بازار مسجد سب برابر ہیں ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

یہ تھوڑی کہ لندن چلے گئے تو میموں کے نمک پہ مر گئے، جرمن جاپان چلے گئے تو سفید چمڑی والے کافروں سے ڈر گئے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ حالانکہ کالی چمڑی والے تھے مگر ان کا دل روشن تھا لہٰذا وہ ان گوری چمڑی والوں سے نہیں ڈرتے تھے۔ اگر دل میں نور آجائے تو آپ جہاں بھی جائیں گے، سارے عالم پر غالب رہیں گے۔ جگر مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھا گیا

اللہ تعالیٰ کی دوستی کیسے حاصل ہو؟

اللہ تعالیٰ کا عشق سیکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جان سے اور اہل وعیال سے اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیارے ہوجائیں، بخاری شریف میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تینوں دعائیں مانگی ہیں۔ تو سمجھ لیجئے کہ دنیا میں جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہو اور جب یہ کیفیت نہیں

ہوگی تو جینا اور مرنا سب نفس دشمن کے لئے ہوگا، آپ اپنے دشمن کو خوش کریں گے یا دوست مالک کو ناراض کریں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی دوستی تمہیں عزیز نہیں ہوگی، اس نفس دشمن کو مزہ دینے کے لئے اگر تم ہاتھ پیر ڈال دو گے جو تمہیں بارہا پٹوا چکا ہے، جو بارہا تبصروں اور ذلت کی مار دے چکا ہے، جو لوگ ہاتھ پیر ڈالتے ہیں، گناہوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، اصل میں یہ ہمت استعمال نہیں کرتے۔ دلیل یہ ہے کہ کوئی محمد علی کلے کے ساتھ سفر کررہا ہے اور وہ باکسنگ کا ہاتھ دکھا رہا ہے کہ آج ایلفیسٹن اسٹریٹ پر یا بندر روڈ پر یا ایمپریس مارکیٹ میں کسی عورت کو دیکھا تو باکسنگ والا ہاتھ دکھاؤں گا، اس وقت دیکھتے ہیں کہ آپ کیسے ہمت کو پست کرتے ہیں، اس وقت آپ کی گناہ کرنے کی ہمت کی بریک فیل ہوجائے گی۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو اس کے ڈنڈے پر یقین ہے، لہٰذا آپ ہمت کو استعمال کرو، اللہ تعالیٰ سے تعلق جب قوی ہوجائے گا تو آپ اپنی ہمت کو پوری طاقت سے استعمال کرو گے کہ مجھے اللہ کو خوش کرنا ہے، ان کی ناخوشی کی راہوں سے حرام خوشی کو درآمد نہیں کرنا ہے، امپورٹ نہیں کرنا ہے، استیراد نہیں کرنا ہے، میں نے تین زبانیں استعمال کیں، امپورٹ انگلش، درآمد فارسی اور استیراد عربی لفظ ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرکے اپنے قلب کو خوش نہیں ہونے دیں گے، ایک اعشاریہ بھی نہیں خوش ہونے دیں گے، پھر بھی اگر یہ ظالم حرام خوشی کا کوئی ذرہ چرا لیتا ہے تو ہم اس سے توبہ واستغفار کرکے منحوس مال کو واپس کریں گے، اس منحوس خوشی کو، اللہ کے قہر اور عذاب کی خوشی کو ہم واپس کریں گے، استغفار و توبہ اور اشکبار آنکھوں سے کہیں گے اے خدا! میرے چور نفس نے آپ کی ناراضگی کی راہوں سے جو حرام لذت درآمد کی ہے، ہم توبہ و استغفار کرکے اپنے اشکِ ندامت سے اس کی تلافی کرتے ہیں، آپ اپنی رحمت سے ہمیں معاف کردیجئے اور ہمیں توفیق عطا فرمائیے کہ ہم ایک

سانس بھی آپ کی ناراضگی میں نہ جئیں، ایک سانس بھی ہم آپ کی ناراضگی میں جینے کو حرام سمجھتے ہیں، وہ کیا زندگی ہے، وہ بندہ کیا زندگی پاتا ہے جو اپنے مالک کو ناراض کیے ہوئے ہے، وہ تو ان کا کرم ہے کہ پکڑ نہیں فرما رہے، اگر خدا حلیم اور کریم ہونے کی شان نہ ظاہر کرتا تو روئے زمین پر کوئی زندہ نہ رہتا۔

صدمۂ معصیت

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ایک ولی اللہ جارہا تھا، کسی کو گناہ کرتے دیکھ لیا۔ آج ہم اپنے گناہوں سے بھی اتنا غم محسوس نہیں کرتے جو اس نے دوسروں کو دیکھ کر محسوس کیا، تو وہ فوراً لوٹ آئے اور لیٹ گئے اور لیٹنے کے بعد جب پیشاب ہوا تو اس میں خون آگیا، تب انہوں نے کہا کہ اے خدا! تیری نافرمانی کو دیکھ کر بہت صدمہ ہوا۔ آہ! ایک یہ ولی اللہ ہے جس کو دوسروں کے گناہوں سے صدمہ ہوا اور ایک ہم ہیں کہ اپنے گناہوں سے بھی صدمہ نہیں ہوتا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے درد سے یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے میری چشم تر نہیں

یعنی مخلوق کو ہم پر ترس آرہا ہے، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ مخلوق کو ان پر ترس آتا ہے۔

رشکِ ہفت اقلیم

تو دوستو! یہ عرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور ان کو راضی کرنے میں رشکِ ہفت اقلیم یعنی دونوں جہاں کے مزوں سے زیادہ مزہ ہے۔ میرے یہ دو جملے نوٹ کرلیجئے، مبادا پھر یہ وقت آئے نہ آئے، ہوسکتا ہے کہ یہ مضمون

دوبارہ بیان نہ ہو، زندگی میں پہلی بار یہ مضمون بیان کررہا ہوں کہ خوشی کے دو راستے ہیں، ایک تو یہ کہ چھوٹا بچہ اپنی خوشی کا خود انتظام کرے اور ایک یہ کہ چھوٹا بچہ ابا سے کہہ دے کہ ابا ہماری خوشیوں کا آپ خود انتظام کیجئے تاکہ ہم کو کوئی رنج و غم اور فکر نہ آئے۔ بتائیے! آپ کی عقل کیا فیصلہ کرتی ہے، چار پانچ سال کے چھوٹے بچہ کی خوشیوں کا انتظام ابا اچھا کرسکتا ہے کیونکہ بچہ عاجز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہماری طاقت کی وہ نسبت بھی نہیں ہے جو بچہ کو باپ سے ہے۔ ہم اندازہ نہیں کرسکتے کہ ہم اتنے کمزور ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری رجسٹرڈ کردی، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ:

﴿وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا﴾

(سورۃ النسآء، آیت:۲۸)

انسان کمزور پیدا کیا گیا، جس کی کمزوری پر قرآن نازل ہورہا ہو وہ اپنے آپ کو طاقتور تصور کررہا ہے، اس سے بڑا نالائق اور نادان کون ہوگا، لہٰذا اپنے تقویٰ پر یا اپنے علم پر یا اپنے مال و دولت پر بھروسہ کرنے والا نادان ہے۔ جو اپنی خوشیوں کا انتظام خود کررہے ہیں، حلال نعمتوں کو تو چھوڑیئے، جو اپنی خوشی کا انتظام حرام کام سے کررہے ہیں وہ اصل میں اپنے ناقابلِ برداشت غم کا انتظام کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت ہٹ جائے تو کوئی چین کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا

کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی نظر بدل جاتی ہے تو سارا عالم اس کی خوشی کا انتظام نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ جس پیر کی محبت میں مر رہا ہے، جس کی زندگی بھر اس نے ٹانگیں دبائی ہیں، وہ پیر بھی کچھ نہیں کرسکتا، اللہ کے غضب

وقہر کو کوئی نہیں روک سکتا ؎

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اِک اُن کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو نہ بیوی، نہ بچے، نہ بینک بیلنس، نہ مرغ، نہ بریانی کچھ کام نہیں آتا۔ اور جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے نظرِ رحمت سے دیکھ لیا، آپ نے کوئی غم اٹھایا مثلاً صدر ایمپریس مارکیٹ کے کسی بس اسٹاپ پر آپ نے نظر کی حفاظت کرلی، کوئی اور اچھے کام کرلئے جہاں آپ کو مجاہدہ کرنا پڑا تو اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت آپ کے دل پر آئی تو دونوں جہاں کی مخلوق آپ کے قلب کی لذت کی عارف نہیں ہوسکتی، یہاں تک کہ ایک ولی بھی دوسرے ولی کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا، باطنی چیز کا تعلق قلب سے ہوتا ہے۔ میرا ایک شعر سنئے ؎

جس طرف کو رخ کیا تو نے گلستاں ہوگیا
تو نے رخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہوگیا

یعنی جس کے دل کو نظر رحمت سے دیکھ لیا تو نے اے میرے اللہ! تو آپ ربّ العالمین ہیں، سارے عالم کے پالنے والے ہیں، جنت کے خالق ہیں، حسن کے خالق ہیں، خوشیوں کے خالق ہیں، خوشیوں کے پیدا کرنے والے ہیں، جس کے دل کو آپ رحمت کی نظر سے دیکھ لیں، جس کے قلب پر آپ نظرِ رحمت ڈال دیں، اس کے قلب کی بہار کا کیا عالم ہوگا۔ لاکھ بریانی کباب کھاتے رہو مگر قلب کی بے کیفی کا عالم نہ پوچھو ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

تو یہ لوگ قلب کی بے کیفی سے بس خودکشی نہیں کرتے وہ بھی ڈر کی وجہ سے، کیونکہ اتنا تو ایمان ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اور ڈنڈے لگیں گے کہ تم حالتِ نافرمانی میں میرے پاس آئے ہو۔

نفس مردانہ حملے سے چت ہوگا

دوستو! گناہوں کے اس معاشرہ میں اگر اللہ نے کسی کو نیک ماحول دیا ہو، اللہ والوں سے تعلق دیا ہو تو اس کو تو بہت زبردست جست لگانی چاہیے۔ ایسی جست پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

مثل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے نفس کے قلعہ خیبر کو توڑ دو، اپنے نفس کے خیبر کا قلعہ جو ہے اس کے دروازے کو مثل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توڑ دو ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمت کرو، نفس پر مردانہ حملے کر کے اس کو کچل دو، زنانہ حملوں سے یہ چت نہیں ہوگا، نفس خود مؤنث ہے، عربی لغت کے اعتبار سے نفس مؤنث ہے، جہاں اس کی ضمیر داخل ہوگی، مؤنث کی داخل ہوگی:

﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ﴾
(سورۃ یوسف، آیت:۵۳)

میں لَأَمَّارَةٌ مؤنث ہے یا نہیں؟ تو نفس کی صفت بھی مؤنث آئے گی:

﴿يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○﴾
(سورۃ الفجر، آیات:۲۸،۲۷)

بتاؤ! یہاں اِرْجِعِیْ کیا ہے؟ علماء اور طالب علم جانتے ہیں کہ اِرْجِعِیْ مؤنث کا صیغہ ہے۔ تو اب اس پر ہم زنانہ حملہ، عورتوں والا حملہ کریں تو یہ عورتوں سے کہاں چت ہوگا، دس گالیاں وہ دے گا گیارہ یہ دے گی، اور اگر مرد ایک ڈنڈا لگائے تو وہ بیچاری ڈھیر ہوجائے گی۔

نفس پر مردانہ حملے کا طریقہ

تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نفس پر مردانہ حملہ کرو اور یہ حملہ جسم کی ساخت سے نہیں ہوتا، بعض دبلے پتلے ہوتے ہیں مگر نفس کو چت کر دیتے ہیں اور بعض دیکھنے میں بڑے مسٹنڈے ہیں مگر نفس کے مقابلہ میں بلی سے بھی بدتر ہیں، جسم کی طاقت سے یہ نفس مار نہیں کھاتا، یہ اللہ کے نام کی روحانی طاقت سے مار کھاتا ہے، یہ آہ وزاری سے ڈرتا ہے کیونکہ آہ وزاری سے اللہ کی یاری ملتی ہے اور جب اللہ کی محبت کا جہاز نفس پر حملہ کرنے جائے اور اس میں ایٹم بم ہو اور اس کی حفاظت کے لیے دو تین جہاز چل رہے ہوں، دشمن ملک پر آپ کا جہاز ایٹم بم لے جارہا ہو تو دو تین جہاز اس کی حفاظت پر بھی رہتے ہیں، تو جب آپ اللہ سے آہ و زاری سے درخواست کریں گے تو آپ کے نفس کا جہاز اگر صدر ایمپریس مارکیٹ بھی جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جہاز آپ کی حفاظت کرتے چلیں گے۔ لہٰذا دو دو رکعات بلاناغہ پڑھیے، درود شریف بلاناغہ پڑھیے، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اکیس مرتبہ ورنہ گیارہ دفعہ یا سات مرتبہ ورنہ تین مرتبہ بلاناغہ پڑھ لو، ورنہ ایک دفعہ تو پڑھ لو، اب اس کے آگے تو ورنہ بھی نہیں ہے، ایک مرتبہ کے بعد ورنہ کیسے لگادوں، اب ہمارا ورنہ ختم ہوگیا، اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ اے خدا! آپ اپنی توفیق کو میری حفاظت کے لئے شاملِ حال کر دیں، مجھ کو میرے دست و بازو کے حوالہ نہ فرمائیں کیونکہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خویش را دیدیم و رسوائیِ خویش

اے خدا! ہم نے اپنی توبہ کی، ارادوں کی اور اپنے دست و بازو کی بے کسی کو بارہا دیکھا ہے ؎

امتحان ما مکن اے شاہ بیش

اے شاہِ حقیقی اب مزید ہمارا امتحان نہ کیجئے یعنی آپ ہم کو ہمارے نفس کے حوالہ نہ فرمایئے بلکہ اپنی رحمت کا تحفظ ہمارے شاملِ حال کر دیجئے، آپ جب تک اپنی رحمت کا حفاظتی تالا اور حفاظتی سایہ ہمیں عطا نہیں کریں گے ہم نفس کے شر سے نہیں بچ سکتے۔

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ کی تفسیر

اور اس کی دلیل قرآن پاک میں ہے، اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ نفس جو ہے بہت ہی برائی کی طرف لے جانے والا ہے، اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ نہ ہو، یہ مَا ظرفیہ، زمانیہ، مصدریہ ہے۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ انسان کا نفس جو ہے وہ گناہوں کی طرف بہت بڑھنے والا ہے، شر کی طرف لے جانے والا ہے مگر۔ تو یہ مگر کیا ہے؟ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ جس وقت تک اللہ کی رحمت کا سایہ اس شخص کے ساتھ ہے یہ نفس اس کا کچھ نہیں کر سکتا۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ کا ترجمہ سن لیجئے یعنی فِیۡ وَقۡتِ رَحۡمَۃِ رَبِّیۡ، یہاں فِیۡ نے اس کو ظرفیہ کر دیا، وَقۡتِ نے اس کو زمانیہ بنا دیا اور رَحۡمَۃِ نے ماضی کو مصدر بنا دیا۔ اس لئے مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ما کے تین نام رکھے ہیں یعنی یہ مَا مصدریہ ہے، زمانیہ ہے، ظرفیہ ہے، اَیۡ فِیۡ وَقۡتِ رَحۡمَۃِ رَبِّیۡ یعنی جب اللہ کی رحمت کا سایہ ہوگا اس وقت یہ نفس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن رحمت کا سایہ مانگنے کے لئے رونا پڑتا ہے، آہ و زاری کرنی پڑتی ہے، اللہ تعالیٰ سے گڑگڑانا پڑتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن

تا نہ گرید ابر کے خندد چمن

جب تک بچہ نہیں روتا ماں کی چھاتی میں دودھ نہیں جوش مارتا، اگر بچہ مر جائے تو وہ مردہ بچہ کو ایک قطرہ دودھ نہیں پلاسکتی، اس کی چھاتی میں دودھ کی جگہ خون ہی رہے گا، جب بچہ چلّاتا ہے تو ماں کی چھاتی کا خون جوشِ رحمت سے دودھ بن جاتا ہے اور جب تک بادل نہیں برستا کھیتی کہاں ہنستی ہے۔ اسی لیے فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے روؤ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش تم پر ہو جائے گی۔

حضرت احمد خضروی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گذرے ہیں، مقروض تھے، جب مرنے لگے تو تمام دوست آ گئے اور انہوں نے زندگی بھر دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! میرا قرضہ ادا کردے مگر قرضہ ادا نہیں ہوا، اتنے میں جب لوگوں نے دیکھا اور حکیم ڈاکٹروں نے بھی اشارہ کردیا کہ نبض بتارہی ہے کہ بڑے میاں اب جانے والے ہیں، تو وہ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے۔ اتنے میں گلی میں حلوہ فروش بچہ کی آواز آئی جو حلوہ بیچتا تھا، بس انہوں نے چادر منہ سے ہٹائی اور فرمایا کہ جتنے مہمان بیٹھے ہیں سب کو حلوا کھلاؤ، اب حلوائی کا بچہ حلوہ لے کر آیا اور سب نے کھا کے چٹ کردیا اور یہ پھر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے، رقم تو تھی نہیں دیتے کہاں سے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور رونے کی قدر و قیمت

یہ قصہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا سنا رہا ہوں، تو مولانا فرماتے ہیں کہ وہ پھر چادر اوڑھ کے لیٹ گئے۔ اب جن کا قرضہ تھا وہ تو بڑے لوگ تھے، سنجیدہ تھے، مہذب تھے، بدتمیزی نہیں کرتے تھے کہ بزرگ آدمی ہیں لیکن حلوائی کا بچہ کیا جانے کہ بزرگ کون ہوتے ہیں، وہ تو یہ ہی کہے گا کہ ابا کے پاس جاؤں گا تو ابا کیا کہیں گے کہ حلوہ تو کھالیا، پیسے کا کیا ہوا؟ لہٰذا اس نے رونا شروع کردیا۔ لوگوں نے کہا کہ کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا کہ ابا ڈنڈے لگائے گا اس لئے رو رہا ہوں، ان سے پیسہ دلواؤ۔ اِدھر یہ بڑے میاں چادر اوڑھے منہ

چھپائے لیٹے ہیں، پھر وہ اور زور زور سے چلانے لگا، جب بہت زور زور سے چلّانا شروع کیا تو اس دوران میں ایک آدمی آیا اس کے پاس بہت سی تھیلیاں تھیں، سب تھیلیوں میں ان قرض دینے والوں کا نام اور جس کی جتنی رقم تھی سب کا نام لکھا ہوا تھا، اس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں دکھایا کہ میرا ایک بندہ اس دنیا سے مقروض جا رہا ہے اور اس نے ہم پر بھروسہ کیا ہوا تھا تو وہ آیا اور کہا کہ کس کا کتنا کتنا قرضہ ہے، سب نے کہا کہ میرا اتنا ہے، میرا اتنا ہے، انہوں نے سب کو دینا شروع کر دیا اور حلوہ والے کی تھیلی الگ تھی، اس نے کہا کہ بھئی! تیرا کتنا قرضہ ہے؟ اس نے بتایا تو اس کی تھیلی بھی اس کو پکڑا دی۔ جب سب چلے گئے تو اب اس بزرگ نے کہا کہ اے اللہ! ہم اتنے دنوں سے پریشان تھے، میرے قرض کی ادائیگی کے لئے آپ کی یہ رحمت پہلے بھی آسکتی تھی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی، میرے بندے تیری مجلس میں کوئی رونے والا نہیں تھا اور مجھے رونے کا انتظار تھا۔

تا نہ گرید کود کے حلوہ فروش
رحمتِ حق ہم نمی آید بجوش

اگر وہ حلوہ والا بچہ نہ روتا تو ہماری بخشش کے سمندر میں جوش نہ آتا، حلوہ بیچنے والے بچہ کی وجہ سے کام بن گیا۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے استاد مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک عورت ایک بچہ کو لے کر آئی کہ حضرت! یہ بہت روتا ہے، مولانا نے فرمایا کہ اگر روتا ہے تو رونے دے، ارے رونا تو ہم لوگوں کو چاہیے، اگر بڑے بھی رونا چھوڑ دیں اور بچے بھی رونا چھوڑ دیں تو کام کیسے چلے گا، انہیں کے رونے سے کام چل رہا ہے، عذاب ٹل رہا ہے۔

عذاب نازل نہ ہونے کی ایک وجہ

جامع کبیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام

قرطبیؒ نے تفسیر قرطبی میں یہ حدیث لکھی ہے:

((لَوْلَا رِجَالٌ خُشَّعٌ وَشُيُوْخٌ رُكَّعٌ وَاَطْفَالٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصَبَبْنَا عَلَيْكُمُ الْعَذَابَ صَبًّا))

(تفسیر قرطبی، ج:۲،ص:۱۱٦)

اگر تمہارے گھروں میں رکوع کی حالت والے یہ بوڑھے نہ ہوتے جن کی کمریں جھک گئیں ہیں اور اگر دودھ پیتے بچے نہ ہوتے اور اگر یہ بے زبان جانور نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟ لَصَبَبْنَا عَلَيْكُمُ الْعَذَابَ صَبًّا تو تم پر عذاب بارش کی طرح برستا۔ آج گھروں میں بڑے بوڑھے، بے زبان جانور طوطا، مینا، بکری وغیرہ اور چھوٹے بچے جو دودھ پی رہے ہیں، ہم ان کی وجہ سے عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔

اپنی خوشیوں کا انتظام اپنے رب کے حوالہ کردو

تو خوشیوں کے دو راستے ہیں، ایک تو یہ کہ اپنے ارادے اپنی رائے سے اپنی خوشیوں کا انتظام کرلیں اور جائز ناجائز کچھ نہیں دیکھیں، وی سی آر، سینما جس طرح سے جو حرام حلال ملے اپنا دل خوش کرلیں اور ایک یہ صورت ہے کہ اپنی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں کہ وہ جس حال میں چاہے رکھیں اور کہہ دیں ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اے اللہ! آپ جس طرح چاہیں ہمیں رکھیں، جہاں آپ کہہ دیں کہ یہ حرام ہے وہاں ہم رک جائیں گے، شریعت کی رسی سے اپنے کو جکڑ لیں گے اور جہاں آپ رسی کھول دیں گے کہ یہاں کھاؤ پیو تو ہم اچھل اچھل کے کود کود کے اپنی خوشی آپ کو دکھائیں گے، جس طرح روزہ میں شریعت کی رسی میں اپنے کو جکڑے رہتے ہیں اور افطاری کے وقت کود کود کر شربت، پکوڑے اور دہی بڑے اڑاتے ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ کو وہی اچھا لگتا ہے، اور دن بھر کھانے پینے پر غضب

نازل ہوتا ہے۔اس لئے اپنی خوشیوں کا انتظام خود نہ کیجئے۔

درد دل سے کہتا ہوں کہ اپنی خوشیوں کا انتظام اپنے رب کے حوالہ کردو، جیسے چھوٹا بچہ کہتا ہے کہ ابا سارا انتظام آپ ہی کے حوالہ ہے، میں تو بچہ ہوں، نادان ہوں، میں اپنی خوشیوں کا انتظام خود نہیں کرسکتا، کبھی گندی نالی میں بھی ہاتھ ڈال دیتا ہوں، کبھی پیشاب بھی چاٹ لیتا ہوں، کبھی بلغم بھی کھا جاتا ہوں، کبھی زہر بھی کھا سکتا ہوں، گلاب جامن میں جمال گوٹے کا انجکشن کوئی دے دے تو وہ گلاب جامن بھی کھا سکتا ہوں کیونکہ میں ظاہر کو دیکھتا ہوں، ہم چمڑی دیکھتے ہیں، ہم گالوں کو، آنکھوں کو اور کالے بالوں کو دیکھتے ہیں لیکن اے خدا! ان گلاب جامنوں میں جو زہر ہے تو اس سے باخبر ہے، اس لئے ہم کو ایسی چیزیں نہ کھانے دے، ہماری خوشیوں کا انتظام کردے، ہم کو توفیق دے دے، ہماری نظر بچا کر ہمارے لیے حلاوتِ ایمانی کا انتظام کردیں، پھر دیکھئے کیسی خوشی دیتا ہے کہ غمزدہ بھی آپ کے پاس آکر خوش ہوجائے گا، اللہ تعالیٰ جن کے دل کو خوشی عطا کرتا ہے، چین وسکون عطا کرتا ہے تو یہ ایسے مبارک بندے ہیں کہ ان کے پاس غمزدہ بھی آجائے، نافرمانی اور گناہ کے عذاب کا مارا ہوا اگر اللہ والوں یا ان کے غلاموں کی خانقاہوں میں چلا جائے تو وہاں جاتے ہی اسے اطمینان ملے گا اور وہ سمجھے گا کہ واقعی پہلے ہم کس عذاب میں تھے۔ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر بار بار پڑھتا ہوں ؎

عشقِ بتاں میں اسعدؔ کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خوابگاہیں

قابلِ مبارک باد بندہ

تو آج دل میں ایک نیا مضمون آیا کہ ہم لوگ اپنی خوشی کو اپنی عقل سے حاصل کرتے ہیں، کسی کا حسین چہرہ دیکھا تو شیطان دل میں خیال ڈالتا ہے

کہ اس کو دیکھ کر دل خوش کرلو، اس سے کچھ باتیں کر کے دل خوش کرلو، اس کو مرنڈا پلا کر دل خوش کرلو، کسی طریقہ سے اسے حاصل کر کے دل خوش کرلو، یہ ہمارا اپنا انتظام ہے اور وہ عقلمند اور قابلِ مبارک بندہ ہے جو اپنے اللہ کی تابع داری میں اپنی خوشیوں کو خوشی خوشی آگ لگا دیتا ہے ۔

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

ایسی خوشی جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اس خوشی کو خوشی خوشی آگ لگا دو پھر آپ کی خوشیوں کا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہے، آپ کی خوشیوں کا آپ کے سکونِ قلب کا اللہ تعالیٰ کفیل ہے۔ میں کتنی قسمیں اٹھاؤں کہ اللہ تعالیٰ جس کی راحت کا، جس کی مسرت کا کفیل بنتا ہے اس کی مسرت، اس کی راحت کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کیوں دردِ سری میں جاتے ہو، کیوں اپنے چہرہ پر حواس باختگی پیدا کرتے ہو، یہ رومانٹک دنیا کے جتنے لوگ وی سی آر، ٹی وی اور گندی گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں آپ ذرا ان کی شکلوں کو غور سے دیکھ لو، ان کی آنکھوں پر لعنتیں برستی ہیں۔

بدنظری کرنے والا ملعون ہے

میں ان کو کچھ نہیں کہتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہا ہوں، مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنانے کا حق حاصل ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ لعنت کرے اس پر جو اپنی آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتا، پرائی عورتوں کو، دوسروں کی بیٹیوں کو بہنوں کو دیکھتا ہے:

((لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ))

(مشکوٰۃُ المصابیح، کتابُ النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ، ص:۲۷۰)

اور جو عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں، اپنے بالوں کو دکھاتی ہیں، سرخی پاؤڈر لگا کر بے پردہ پھرتی ہیں تو ان کے ساتھ بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا

ہے کہ اے اللہ! اس پر بھی لعنت نازل کر۔ اور لعنت کے کیا معنی ہیں؟ ذرا اس کے معنی بھی سمجھ لو، لعنت کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دوری۔ گویا نبی نے یہ بددعا دی ہے کہ جو لوگ اپنی نظر کی حفاظت نہیں کرتے یا عورتیں بے پردہ گھومتی ہیں، جن کے گھروں میں پردہ شرعی نہیں ہے اے خدا! تو ان کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔

نامحرموں سے پردہ کرنا واجب ہے

آج گھر گھر آگ لگی ہوئی ہے، ہماری ماں بہنیں کہتی ہیں کہ شوہر ہماری بات نہیں مانتا، پیار نہیں کرتا، ظلم کرتا ہے، جب اللہ کی رحمت کا سایہ کھو دیا، بے پردہ پھرتی ہو، سرخی پاؤڈر لگا کر غیر مردوں کو دکھاتی ہو، نہ دیور سے پردہ، نہ چچا زاد بھائی سے پردہ اور نہ ماموں زاد سے پردہ ہے۔ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اپنے شوہر کے بھائی یعنی دیور سے پردہ کروں؟ آپ نے فرمایا کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے، جتنا موت سے ڈرتی ہو اتنا دیور سے ڈرو۔

آج دین دار گھرانوں میں بھی پردہ ملنا مشکل ہے، جس کو دیکھو عورتوں میں گھسا چلا آرہا ہے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھائی مولانا سعید احمد صاحب کی بارہ برس کی عمر تھی کہ حضرت تھانوی نے ان کو اپنی اہلیہ جو ان کی ممانی تھیں پردہ کرا دیا۔ پھر حضرت پیرانی صاحبہ یعنی ان کی ممانی نے لاکھ کہا کہ آؤ بیٹا کھانا کھالو، وہ بچہ جس کو بچپن سے ہگایا متایا ہو، کیونکہ دو ڈھائی سال کے تھے کہ ان کی والدہ فوت ہوگئی تھیں، تو انہیں پیشاب پاخانہ کرانے والی کہتی ہیں کہ آؤ بیٹا! کھانا کھالو، لیکن مولوی سعید نہیں گئے کیونکہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کیا تھا کہ مولوی سعید

تمہاری کیا عمر ہے؟ بھانجہ سے ایک سوال کیا کہ تمہاری عمر کیا ہے؟ عرض کیا کہ بارہ سال، حضرت نے پوچھا کہ ممانی سے پردہ ہے یا نہیں؟ بس خاموش ہو گئے، سمجھ گئے کہ ممانی سے پردہ ہے

دس سال کی عمر سے بچوں کے بستر الگ کردو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بچہ کی عمر دس سال ہو جائے تو بیٹا ہو یا بیٹی ان کے بستروں کو الگ کرو، سگی بہن سگی بہن کے ساتھ نہیں سوسکتی، ان کے درمیان فاصلہ کرو، بیچ میں تکیہ رکھ دو یا کوئی اور چیز رکھ دو، ان کے بستروں میں فاصلے کردو، تفریق ڈال دو۔ اور سگا بھائی سگے بھائی کے ساتھ نہ سوئے۔ یہ شریعت کا حکم ہے، جن لوگوں کو نفسیات کا تجربہ ہے ان سے پوچھو کہ اس حکم میں کیا راز ہے، شریعت کے اس حکم میں کیا شفقت ورحمت ہے۔ لہٰذا اپنے دس سال کے بچوں کو بھی اکھٹا مت لٹاؤ، بیچ بیچ میں تکیہ رکھو یا کوئی اور چیز حائل رکھو، ایسی ہی اپنی سگی بیٹیوں کو بھی جب دس سال کی ہو جائیں تو ان کے بیچ میں فاصلہ کردو۔ ترجمہ دیکھ لو:

((مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، ج۱، ص۱۸۵)

جو رات کے آرام کے بستر ہیں ان کے بیچ میں فاصلے کردو۔

ایک مدرسہ میں جب میں نے اسی بارے میں بیان کیا تو میں نے رات میں دیکھا کہ سب طلباء کے بستروں کے درمیان میں تپائی رکھی تھی۔ میں نے کہا کہ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات کی توفیق دی۔ جو بندہ ہمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکل میں آسانی پیدا کرتا ہے۔

تسلیم ورضا

تو جب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا کہ حضرت کے یہاں سات افراد کا انتقال ہوگیا تو مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر گئے مگر ہمت نہ ہوئی کہ دروازہ کھٹکھٹائیں اور یہ کہیں کہ حضرت! صبر کیجئے۔ خود حضرت تھانوی نے یہ فرمایا کہ اگر میں یہ کہتا ہوں کہ صبر کیجئے تو یہ تو پہلے ہی سے صبر کئے ہوئے ہیں اور اگر میں یہ کہتا ہوں کہ روئیے نہیں تو پہلے ہی سے نہیں رو رہے تھے، اگر میں کہتا کہ آہ نہ کیجئے تو پہلے ہی سے آہ دبائے بیٹھے ہیں۔ تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کان لگائے کہ دیکھوں تو کیا کہتے ہیں تو وہ مثنوی کا ایک شعر پڑھ رہے تھے۔

جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ

اللہ کی مرضی پر راضی رہنے کے سوا کوئی راستہ نہیں، ان سے ناراض ہوکر ہم کیا کرلیں گے، اپنی ہی بگاڑ لیں گے لہٰذا اس مالک کے راضی رہنے میں ہی فائدہ ہے۔

جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ

کتنا ہی حسن آپ کو اپنی طرف متوجہ کرے، ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے نظر بچانے کے حکم کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

مانا کہ حسینوں میں کشش کس بلا کی ہے

یہ پہلا مصرع میں نے اس لئے کہا ہے کہ مسٹر کو یہ خیال نہ ہو کہ ملّا حسن وعشق کی یہ سب باتیں جانتا ہی نہیں، ملّا جانتا سب ہے مگر اللہ کی مانتا ہے نفس کی نہیں مانتا۔

مانا کہ حسینوں میں کشش کس بلا کی ہے
لیکن کروں میں کیا کہ ہوں بندہ کسی کا میں

فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ کی تفسیر

جب اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنا ہے، کشش و کشمکش کو چھوڑو آپ کے اندر دونوں طاقتیں ہیں کھنچ جانے کی بھی اور بھاگ جانے کی بھی، اگر بھاگنے کی طاقت نہ ہوتی تو:

﴿فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ﴾

(سورۃُ الذّٰاریات، آیت:۵۰)

نازل کرنا ظلم ہوجاتا، جب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمادی کہ جب غیر اللہ تم کو کھینچے تو فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ تم بھاگ کر اللہ کی طرف آجاؤ تو اگر بھاگنے کی طاقت نہ ہوتو بتاؤ یہ حکم ظلم ہوتا یا نہیں؟ کیوں صاحب! کسی میں بھاگنے کی طاقت نہیں ہے، کسی کا بچہ بیمار ہے، ٹائیفائڈ ہے، چالیس دن سے بخار ہے، وہ بھاگ نہیں سکتا، پھر ایک بھیڑیا آگیا تو بابا کہتا ہے کہ بیٹا بھاگ کر میرے پاس آجا تو بیٹا کہتا ہے کہ ابا آپ کو معلوم ہے کہ میں اٹھ نہیں سکتا، تو کیا آپ کا یہ حکم ظلم پر مبنی نہیں ہے؟ لہٰذا اگر ہمارے اندر گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہوتے ہوئے کبھی یہ آیت نازل نہ فرماتے لہٰذا یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہم میں طاقتِ فرار ہے لیکن ہم اپنی خباثتِ طبع سے قرار پکڑے رہتے ہیں، وہیں ٹھہرے رہتے ہیں، گناہوں کے مرکز پر گناہوں کی جگہ پر ٹھہر کر ہم خود مزے لیتے ہیں، جہاں فرار کا حکم تھا وہاں ایک نقطہ اضافہ کرتے ہیں یعنی قرار کرتے ہیں، اس آیت میں ہم عملاً تحریف کرتے ہیں، تحریراً نہیں کہ آپ قرآن میں بڑھادیتے ہیں لیکن عملی طور پر ایک نقطہ بڑھاتے ہیں یا نہیں؟ نظر اچانک پڑگئی تو نظر بچاتے ہیں یا تھوڑی دیر دیکھتے ہیں، اگر ایک سیکنڈ بھی ٹھہر کر دیکھتے ہیں تو ہم نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی مخالفت کی، فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ پر عمل نہیں کیا۔

میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگلے جمعہ کو سات اعمال بتاؤں گا، جن پر قیامت کے دن عرشِ الٰہی کا سایہ ملتا ہے اور یہ بھی عرض کردیا تھا کہ ؎

رشتۂ بر گردنم افگندہ دوست

می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

ایک دوست ہے جو عالم غیب سے گردن میں رسی باندھے ہوئے ہے اور جدھر چاہتا ہے مجھے پکڑ کر لے جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی مستی کا عالم

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف کی چودہ جلدوں میں شرح ہے، اس کی جلد نمبر دو میں اس حدیث کی شرح ہے کہ کن اعمال پر عرش کا سایہ ملتا ہے، میں دوسری جلد لے کر آیا ہوں لیکن جیسے ہی بیان کرنے بیٹھا میرے بزرگوں کی دعاؤں کے صدقے میں مجھ پر جوش پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے یہ درد بھرا مضمون عطا فرمایا کہ بندوں کو یہ مضمون سنادو اور تم بھی سن لو کہ اپنی خوشیوں کا انتظام خود مت کرو، اگر خدا خوش نہ رکھے تو تم اپنے کو کیا خوش رکھ سکتے ہو، لہٰذا اپنی خوشیوں کو اس طاقت والے ارحم الراحمین کے حوالہ کردو، حرام خوشیوں سے بچ جاؤ اور اپنی خوشیوں کا کفیل اپنے اللہ کو بنادو پھر دیکھو وہ ہمیں کیسا خوش رکھتے ہیں۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد

بہ یک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی کی جان کو اللہ تعالیٰ اپنے نام پاک سے مست کرتا ہے تو وہ ایران کی سلطنت کاؤس اور کے کو ایک جو کے بدلہ میں بھی لینے کو تیار نہیں ہوتا، ان دونوں سلطنتوں کو کسی شمار میں نہیں لاتا۔ کیوں صاحب! یہ اللہ والوں کی نگاہوں

سے سلطنت کیوں گر گئی؟ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کے دل کو خوش رکھتے ہیں تو وہاں بادشاہوں کے تخت و تاج بک جاتے ہیں، نیلام ہوتے نظر آتے ہیں۔

شاہوں کے سروں میں تاج گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہل صفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والوں کے سینوں میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا، نور کا دریا بہہ رہا ہے، جنت اور دنیا کی نعمتوں کا خالق ان کو وہ بہار عطا کرتا ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اس لئے دوستو! میں کیا کروں، میرے قلب میں یہ مضمون اتنے جوش کے ساتھ آیا کہ میرے ارادوں کی جھونپڑیاں اس میں بہہ گئیں۔ بتاؤ! جب بارش ہوتی ہے، تو اس میں چھونپڑیاں بہتی ہیں یا نہیں؟ میں نے جو اپنے ارادہ کی جھونپڑی بنائی تھی، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جب سیلاب آیا تو میرے ارادوں کی جھونپڑیاں اس میں بہہ گئیں، اس حیثیت سے کہ اللہ کی مرضی کے سامنے میرا ارادہ کچھ نہیں، اس حیثیت سے نہیں کہ میں حدیث کو کہہ رہا ہوں، یہ بھی سمجھ لو کہ اپنے اس ارادہ کی بات کر رہا ہوں جو میری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

سایۂ عرشِ الٰہی دلانے والے سات اعمال

اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی زندگی میں برکت دے
تم سلامت رہو میں سلامت رہوں
میری دنیائے الفت سلامت رہے

آپ بھی سلامت رہیں میں بھی سلامت رہوں اور میری اور آپ کی اللہ والی محبت بھی سلامت رہے، ان شاء اللہ پھر ملاقات کا موقع ملے گا اس وقت میں ان سات اعمال کو بیان کر دوں گا۔ ابھی چونکہ پانچ منٹ کا وقت ہے، تو کم از کم ان سات اعمال کو شمار کر دیتا ہوں، ابھی شرح کا وقت نہیں ہے، تو وہ سات عمل

یہ ہیں، انگلیوں پر گن لیجئے:

نمبر ۱۔ عادل بادشاہ۔اس کی شرح نہیں سناؤں گا تا کہ شرح باقی رہے۔

نمبر ۲۔ وہ جوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گذری ہو۔ وہ جوان جس کی جوانی خدائے تعالیٰ کی عبادت پہ فدا ہوئی ہو، مردہ مردے پر مرگیا تو ڈبل مردہ ہوگیا۔ دیکھ لو! دو مردے قبروں میں پڑے ہوں، ایک مردہ اِدھر لیٹا ہے اور دوسرا مردہ اُدھر لیٹا ہے یا دو جنازے ساتھ ساتھ لیٹے ہوں تو ان مردہ لاشوں کی کیا قیمت ہوگی؟ لیکن ایک ولی اللہ زندہ ہو تو اس کی روح کتنی قیمتی ہوتی ہے، ایک لاکھ انسان جو صاحبِ نسبت نہ ہوں ایک طرف ہوں تو وہ ایک ولی اللہ سب پر بھاری ہوتا ہے۔

ہاں و ہاں ایں دلق پوشانِ من اند
صد ہزار اندر ہزاراں یک تن اند

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سو ہزار انسانوں پر اللہ والوں کا ایک جسم اور ایک ذات بھاری ہوتی ہے۔

نمبر ۳۔ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ مارکیٹ میں ہے لیکن دل مسجد میں لگا ہے کہ اذان ہو تو میں اپنے مالک کے سامنے وضو کر کے ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوں۔

نمبر ۴۔ وہ دو آدمی جن کی آپس میں صرف اللہ کے لئے محبت ہو، وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے جمع ہوں، اللہ ہی کے لئے جدا ہوں، جدا ہوں تو اللہ ہی کے لئے جدا ہوں، مثلاً اذان سے پہلے وضو کرنا ہے تو جدا ہوئے کہ نہیں؟ کیونکہ وضو اللہ تعالیٰ کے لئے جمعہ کی تیاری میں کر رہے ہیں، اجتماع اور تفریق دونوں اللہ کے لئے ہوں، لیکن اجتماع باب افتعال ہے، تفرقہ باب تَفَعُّل ہے، کیا مطلب؟ اجتماع تو شوق سے ہوا کیونکہ باب افتعال میں اخذ ماخذ کا خاصہ ہوتا ہے اخذ ماخذ یعنی ملاقات کا شوق

رہتا ہے اور تفرق باب تَفَعُّل سے ہے۔ یہ بات ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نہیں لکھی، میں نے تین شرح دیکھی ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ، علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری اور ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بخاری شریف کی شرح فتح الباری جو میرے پاس ہے لیکن انہیں بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے اور انہیں حضرات کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ اللہ کے لئے جمع ہوتے ہیں شوق سے مگر جدا ہوتے ہیں غم سے کیونکہ تفرق بابِ تَفَعُّل سے ہے یعنی تکلف کرکے، دل میں غم محسوس کرکے جدا ہوتے ہیں، جدا ہوتے ہوئے دل خوش نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ! یہ عربی گرامر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے، آپ یہ بات کہیں نہیں دیکھیں گے، تب قدر معلوم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اختر کی زبان سے کتنا اہم مضمون ادا کرادیا۔

نمبر ۵۔ وہ آدمی جس کو کوئی عزت والی، حسن والی عورت گناہ کی طرف بلائے تو وہ کہہ دے اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

نمبر ۶۔ جو آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرکے کسی کو نہ بتائے، دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

نمبر ۷۔ وہ آدمی جو تنہائی میں، جہاں کوئی نہ ہو، بیوی بھی نہ ہو، بچے بھی نہ ہوں، پیر بھی نہ ہو، کوئی نہ ہو اللہ کی یاد میں آنسو بہادے، اللہ کے سوا کوئی بھی اس کے آنسو نہ دیکھے۔

تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سات قسم کے لوگوں کو عرش کا سایہ دیں گے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس عمل کے لئے کبھی کبھی جنگل میں چلے جاتے تھے اور فرماتے تھے ؎

آہ را جز آسماں ہم دم نبود
راز را غیرِ خدا محرم نبود

جب جلال الدین کی روح جنگل میں جا کر آہ کرتی ہے تو آسمان کے سوا میری آہ کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا، اس وقت وہاں کوئی انسان، کوئی مخلوق نہیں ہوتی، آسمان ساتھ دیتا ہے اور میری اس محبت کا راز سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا کہ میں اپنے اللہ کو تنہائی میں کتنا یاد کرتا ہوں۔

پھرتا ہوں جنگلوں میں کبھی کوئے یار میں
وحشت میں اپنا چاک گریباں کئے ہوئے

لیکن میرا شعر یہ ہے۔

پھرتا ہوں دل میں درد کا نشتر لئے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کئے ہوئے

اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر۔

میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں
رگ رگ میں دوڑی پھرتی ہے نشتر لئے ہوئے

دعا کیجئے کہ اے اللہ! ہم سب کو ایسی محبت عطا کر دے۔ یہ سات اعمال جو آخر میں بیان کیے ان شاء اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ان کی شرح اگلے جمعہ کو کروں گا۔ البتہ اگر میری رسی کو میرے مالک کسی اور مضمون کی طرف لے جائیں تو ان شاء اللہ وہ بھی بہت مفید ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ نے آج کا مضمون بیان کروا دیا حالانکہ میں نے ان سات اعمال کی شرح بیان کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن بتائیے! یہ بھی کتنا زبردست مضمون ہے۔

تو دوستو! اپنی خوشیوں کا انتظام خود نہ کریں، اپنے ربا سے اپنی خوشیوں کا انتظام کروائیں، جیسے چھوٹا بچہ اپنے ابّا سے کہتا ہے کہ آپ میری

خوشیوں کا انتظام کیجئے، میں بچہ ہوں کمزور ہوں مجھے تو محلہ کا جو بچہ چاہے پیٹ لے، ایسے ہی بندہ کمزور ہے، ہزاروں غم منہ کھولے ہوئے ہیں لہٰذا اے اللہ ہماری خوشیوں کا آپ انتظام فرما دیجیے۔ اللہ! ہم نے آپ کی ناخوشی کی راہوں سے جو گناہ کیے ہیں تو ہم ماضی کی ان حرام خوشیوں سے توبہ کرتے ہیں۔

پہلے سب لوگ استغفار کیجئے کہ ہم نے کسی بھی زمانہ میں آپ کو ناراض کرکے جب بھی اپنے نفس کو خوش کیا ہو، گناہوں کی لذتوں سے اپنے قلب و روح کو سیاہ کیا ہو، آپ اپنی رحمت سے ہماری ان تمام خطاؤں کو بخش دیجئے اور اپنی رحمت کی روشنی کی شعاعوں سے ہمارے دل کو پھر سے اجالا فرما دیجئے۔ اے اللہ! گناہوں سے ہم نے جو اپنے دل میں سیاہی اور اندھیرے پیدا کیے ہیں آپ اپنی مغفرت و رحمت کے آفتاب سے ان کو اجالے سے بدل دیجئے، ہمیں معاف کردیجئے، پاک کردیجئے اور ہم سے خوش ہوجایئے، ہم سب سے اور ہمارے گھر والوں سے اپنی ناراضگی اور غصہ کو دور فرما دیجیے اور ہم سب سے خوش ہوجایئے، ہماری اولاد سے بھی خوش ہوجایئے۔

اے اللہ! ہم کو، ہم سب کی اولادوں کو اور ہمارے متعلقین کو سب کو اللہ والی زندگی اور صالحین کی زندگی عطا فرمایئے اور ہماری دنیا اور آخرت بنا کر ہمارے غم و فکر کو دور فرمایئے اور جن لوگوں کو جتنی حاجتیں ہیں، جو خواتین مائیں بہنیں آئی ہیں، جو ہمارے احباب بیٹھے ہیں جس کو جو غم بھی ہو، جس کی بیٹی کے رشتہ کا مسئلہ ہو، جو مقروض ہو غرض کسی قسم کا غم ہو ان سب کے تمام غموں کو دور فرما دیجیے۔

اے اللہ! آپ اپنی رحمت سے اس اجتماع کو قبول فرمالیں، یہاں سب آپ کے نام پر آئے ہوئے ہیں، مختلف شہروں کے مختلف قوموں کے افراد بیٹھے ہوئے ہیں، اے خدا! صرف کلمہ کی بنیاد پر بیٹھے ہیں، کسی کی زبان کچھ، کسی کا وطن کچھ اور ہے، صرف آپ کے نام پر یہ اجتماع ہوا ہے، اسے قبول فرمایئے اور

رِیا کا اگر کوئی ذرّہ بھی ہو تو اس کو بخش دیجئے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَ اَنَا اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ))

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب الشرک، ص:۱۴۲)

یہ حدیث کی دعا ہے، اے اللہ! اس کی برکت سے ہمارے دلوں کو کثیر، قلیل، کبیر ہر قسم کے دکھاوے سے پاک بھی فرمایئے اور معاف بھی فرمایئے اور ہم سب کو اپنا محبوب و مقبول فرمایئے۔ اللہ! کسی کو محروم نہ فرما، جتنی جانیں بیٹھی ہیں مرد و عورتیں اور بچے اللہ! سب کو جذب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن کی اتباع نصیب فرمایئے، ہم سب کو اولیائے صدیقین میں داخل فرمایئے، ان کے جذبات، ان کی ہمتیں، ان کے اعمال، ان کا یقین اور ان کا درد بھرا دل ہم سب کو عطا فرمایئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖٓ اَجْمَعِیْنَ